۶۰ سال پہلے

ظلم و فساد کے امام

یورپ کے مدبرینِ سیاست کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ اندر ہی اندر فتنہ انگیزیاں کرتے رہتے ہیں، اور دوسری طرف جب ان کی شرارتوں کا میگزین پھٹنے پر آتا ہے تو ان میں سے ہر ایک اصلاح اور امن پسندی کا مدعی، حق و انصاف کا حامی اور ظلم و زیادتی کا دشمن بن کر اُٹھتا ہے اور دُنیا کو یقین دلانا چاہتا ہے کہ: 'میں تو صرف خیر و صلاح چاہتا ہوں، مگر میرا مدِ مقابل ظلم و بے انصافی پر تلا ہوا ہے، لہٰذا آؤ اور میری مدد کرو'۔

حقیقت میں تو یہ سب ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ سب ظلم و فساد کے امام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا دامن مظلوموں کے خون سے سرخ ہے۔ ہر ایک کا نامۂ اعمال ان سب گناہوں سے سیاہ ہے جن کا الزام یہ ایک دوسرے پر لگاتے ہیں۔ لیکن یہ ان کی پرانی عادت ہے کہ جب یہ اپنی مفسدانہ اغراض کے لیے لڑتے ہیں تو اخلاق اور انسانیت اور جمہوریت اور کمزور قوموں کے حقوق کی حمایت کا سراسر جھوٹا دعویٰ لے کر دُنیا کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ وہ بہت سے بے وقوف انسان جو ان کے قبضۂ قدرت میں ہیں، ان کی لڑائی کو حق اور انصاف کی لڑائی سمجھ کر ان کی ناپاک خواہشات کے حصول میں مددگار بن جائیں، اور وہ بہت سے خوشامدی لوگ جو اپنی ذلیل اغراض کے لیے ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہیں، اپنے آپ کو ایک مقصدِ حق کا حمایتی بنا کر پیش کریں اور سرخ رو بن جائیں۔

فساد انگیزی کے ساتھ اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ کے ان جھوٹے دعوؤں کی حقیقت اور جنگِ عظیم کی تاریخ آج کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ [ان میں] جتھہ بندی کن اغراض کے لیے ہوئی تھی۔ کس قسم کے مفاد تھے جن کے لیے یہ دونوں جتھے ایک دوسرے کے مقابل لڑنے پر آمادہ ہوئے تھے، اور پھر ملکوں کی تقسیم اور سلطنتوں کے بٹوارے کی کیا کیا سازشیں انھوں نے آپس میں کی تھیں۔ کچھ یاد ہے کہ جنگ کے آغاز میں اور جنگ کے دوران میں ہر فریق نے کیسے کیسے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ دنیا کو یہ فریب دینے کی کوشش کی تھی کہ ہم دنیا کو ظلم و ستم کے تسلط سے بچانے اور ضعیف قوموں کو آزادی کی نعمت سے بہرہ اندوز کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں؟ اب یہ لوگ وہی خرقۂ سالوس [مکاری کا لباس] پہن کر ہمارے سامنے آئے ہیں، اور کہتے ہیں کہ: ''اس جنگ کے میدان میں ہم کسی خود غرضی کی بنا پر نہیں کُودے بلکہ ان اُصولوں کی حفاظت کے لیے کُودے ہیں، جو تمام عالمِ انسانی کی فلاح سے تعلق رکھتے ہیں''۔ اللہ اللہ، جناب اور بین الاقوامی عدل؟ جناب اور بین الاقوامی اخلاق؟ یہ انسانی روح کی آزادی کس تاریخ سے جناب کی نگاہ میں اس قدر عزیز ہوگئی؟ (سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، ماہنامہ ترجمان القرآن، جلد ۴۹، عدد ۴، فروری ۱۹۵۸ء، ص ۱۰-۱۲)